باب 6

کھلی معیشت (Open Economy)
کلی معاشیات (Macroeconomics)

ایک کھلی معیشت وہ ہوتی ہے جو مختلف چینلوں کے ذریعہ دوسرے ملکوں کے ساتھ رابطے رکھتی ہے۔ اب تک ہم نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا اور صرف ایک بند معیشت تک ہی محدود رہے تھے جس کا باقی دنیا کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہوتا۔ اس کا مقصد اپنے تجزیے کو آسان بنانا اور کلی معاشیات کے بنیادی نظام کی وضاحت کرنا تھا۔ حقیقی طور پر بہت جدید معیشتیں کھلی ہوتی ہیں۔ تین طریقے ایسے ہیں جن سے رابطے قائم کئے جاتے ہیں۔

1۔ ماحصل کی مارکیٹ **Output Market**: کوئی بھی معیشت دوسرے ملکوں کے ساتھ اشیا اور خدمات کی تجارت کرسکتی ہے۔ اس سے پسند کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے کیونکہ صارفین اور پیداوار کرنے والوں کے پاس ملکی اور غیر ملکی چیزوں میں کسی کو منتخب کرنے کا موقع حاصل ہوتا ہے۔

2۔ مالی مارکیٹ **Financial Market**: اکثر ایک معیشت دوسرے ملکوں سے مالی اثاثے خرید سکتی ہے۔ اس سے سرمایہ کاروں کو ملکی اور غیر ملکی اثاثوں میں کسی ایک کو چننے کا موقع ملتا ہے۔

3۔ محنت کی مارکیٹ **Labour Market**: فرمیں اس بات کا انتخاب کرسکتی ہیں کہ وہ اپنی پیداوار کہاں کریں اور ورکر (مزدور) اس کا انتخاب کر سکتے ہیں کہ وہ کہاں کام کریں۔ البتہ کئی امیگریشن قوانین ایسے ہیں جو ملکوں کے درمیان مزدوروں (ورکروں) کی آمدورفت پر روک لگاتے ہیں۔

اشیا کی نقل وحمل روایتی طور پر ورکروں کی آمدورفت کے متبادل کے طور پر دیکھی جاتی رہی ہے۔ ہم پہلے دورابیوں پر توجہ مرکوز کریں گے۔ ایک کھلی معیشت، اس معیشت کو کہا جاتا ہے جو عام طور پر دوسرے ملکوں کے ساتھ اشیا اور خدمات کی تجارت اور مالی اثاثوں کی تجارت کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر ہندوستانی شہری ان اشیا کو استعمال کر سکتے ہیں جو دنیا کے دوسرے ملکوں میں تیار کی گئی ہیں اور ہندوستان کی کچھ مصنوعات دوسرے ملکوں کو برآمد کی جاتی ہیں۔

اس لیے، بیرونی تجارت، ہندوستان کی اوسط مانگ پر دوطرح سے اثر انداز ہوتی ہے۔ پہلی جب ہندوستانی لوگ غیر ملکی اشیا خریدتے ہیں تو یہ اخراجات آمدنی کے دھارے میں رساؤ کے مانند ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں اوسط مانگ میں کمی آتی ہے۔ دوسرا یہ کہ بیرونی ملکوں کے لیے ہماری درآمدات اخراجات کے دھارے میں اضافہ کے سبب ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں ملک میں تیار کی گئی اشیا کے لیے مانگ میں اضافہ ہوتا ہے۔

جب اشیا ملکی سرحدوں کے پار جاتی ہیں تو اس کے لین دین کے لیے رقم کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر کوئی ایسی واحد کرنسی نہیں ہے جو کسی واحد بینک کے ذریعہ جاری کی گئی ہو۔ غیر ملکی اقتصادی ایجنٹ کسی بھی ملک کی کرنسی صرف اسی صورت میں قبول کریں گے جب انھیں اس بات کا اطمینان ہو کہ جس کرنسی کو وہ قبول کر رہے ہیں اس سے وہ اشیا خرید سکتے ہیں اور یہ کرنسی جلد تبدیل نہیں ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں کرنسی ہی ایک مستحکم قوت خرید کو برقرار رکھ سکتی ہے۔ اعتماد کے بغیر کوئی کرنسی مبادلے کے بین الاقوامی ذریعہ کے طور پر استعمال نہیں کی جا سکتی کیونکہ ایسی کوئی بین الاقوامی اتھارٹی نہیں ہے جس کے پاس یہ اختیار ہو کہ وہ بین الاقوامی لین دین کے لیے ایک خاص کرنسی کے استعمال کے لیے مجبور کر سکے۔

ماضی میں حکومتوں نے یہ اعلان کر کے کرنسی استعمال کرنے والوں کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کی کہ قومی کرنسی کو ایک مقررہ قیمت پر آسانی سے دوسرے اثاثے میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اس کے ساتھ ہی کرنسی جاری کرنے والی اتھارٹی کو اس اثاثے کی قدر پر کوئی کنٹرول حاصل نہیں ہوگا جس میں کرنسی کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ یہ دوسرا اثاثہ عام طور پر سونا یا کسی دوسرے ملک کی کرنسی ہوتی ہے۔ اس دعوے سے متعلق دو پہلو ہوتے ہیں جس سے اس کی بھروسہ مندی متاثر ہوتی ہے— کسی حد کے بغیر رقم کی تبدیلی اور جس قیمت پر اس کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ان معاملات کو حل کرنے کے لیے بین الاقوامی زری نظام قائم کیا گیا ہے تاکہ بین الاقوامی لین دین کے استحکام کو یقینی بنایا جا سکے۔

لین دین کے حجم میں اضافے کے ساتھ ساتھ سونا، ان اثاثوں میں شامل نہیں رہا جس میں قومی کرنسی کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ (دیکھیں) باکس 6.2)۔ البتہ کچھ قومی کرنسیوں کو بین الاقوامی سطح پر قبولیت حاصل ہے اس لیے دو ملکوں کے درمیان ہونے والی تجارت میں یہ بات اہم ہے کہ کس کرنسی میں یہ لین دین قابل تبدیل ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر ایک ہندوستانی امریکہ میں تیار کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے تو اسے سودو کو مکمل کرنے کے لیے ڈالر کی ضرورت ہوگی۔ اگر اس شئے کی قیمت 10 ڈالر ہے تو اسے یہ سمجھنے کی ضرورت ہوگی کہ ہندوستانی روپے میں اس کی قیمت کیا ہوگی۔ ایک کرنسی کی دوسری کرنسی میں قیمت ہی بیرونی شرح مبادلہ (Foreign Exchange Rate) کہلاتی ہے۔

یا اسے سادہ لفظوں میں شرح تبادلہ کہہ سکتے ہیں۔ ہم اس پر 6.2 کے باب میں تفصیل سے بحث کریں گے۔

6.1 توازن ادائیگی (BALANCE OF PYMENT)

توازن ادائیگی (بی او پی) میں کسی ایک ملک کے باشندوں کا باقی دنیا کے ملکوں کے ساتھ اشیا اور خدمات کا لین دین، خاص طور پر ایک مقررہ وقت کے اندر جو عام طور پر ایک سال ہوتا ہے، کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ توازن ادائیگی (بی او پی) میں دو خاص کھاتے ہوتے ہیں، چالو کھاتہ (Current Account) اور پونجی کھاتہ (Capital Account)۔1

1 ایک نئی زمرہ بندی کی گئی ہے جس کے تحت توازن ادائیگی کو تین کھاتوں میں تقسیم کیا گیا ہے— چالو کھاتہ، مالی کھاتہ (Financial Account) اور پونجی کھاتہ۔ یہ زمرہ بندی بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کے ذریعہ توازن ادائیگی اور بین الاقوامی سرمایہ کاری پوزیشن مینوئیل (BPM6) کے چھٹے ایڈیشن نئے اکاؤنٹنگ اسٹینڈرڈ کے مطابق ہے۔ ہندوستان نے تبدیلی کی ہے لیکن ریزرو بینک آف انڈیا پرانی زمرہ بندی میں بھی اکاؤنٹنگ کے اعداد و شمار شائع کرنا جاری رکھے ہوئے ہے۔

6.1.1 چالو کھاتہ (Current Account) چالو کھاتہ اشیا اور خدمات میں تجارت اور متبادل ادائیگی کی تفصیل کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ تصویر 6.1 میں چالو کھاتے کے اجزا دکھائے گئے ہیں۔ اشیا کی تجارت میں اشیا کی درآمد اور برآمد شامل ہوتی ہے۔ خدمات کی تجارت میں عوامل آمدنی (Factor Income) اور غیر عوامل آمدنی (Non Factor Income) شامل ہوتی ہے۔ تبادل ادائیگیاں (Transfer Payments) ایسی وصولیابیاں ہوتی ہیں جو کسی ملک کے باشندوں کو مفت حاصل ہوتی ہیں اور انھیں ان کے بدلے میں حال یا مستقبل میں کوئی ادائیگی نہیں کرنی پڑتی۔ یہ ترسیل، تحائف اور عطیات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ یہ کسی حکومت کے ذریعہ یا بیرونی ملک میں رہنے والے کسی نجی شخص کے ذریعہ دی جا سکتی ہیں۔

بیرونی اشیا کی خریداری پر ہمارے ملک کے اخراجات ہوتے ہیں اور یہ بیرونی ملک کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس لیے بیرونی اشیا کی خریداری یا درآمدات سے ہمارے ملک کی اشیا اور خدمات کے مانگ میں کمی آتی ہے۔ اسی طرح بیرونی ملکوں میں اشیا کی فروخت یا برآمدات ہمارے ملک کے لیے آمدنی ہوتی ہیں اور اس سے ہمارے ملک میں اشیا اور خدمات کی اوسط مانگ میں اضافہ ہوتا ہے۔

تصویر 6.1: چالو کھاتے کے اجزاء Components of Curent Account

چالو کھاتے کا توازن (Balance Current Account):

چالو کھاتہ اس وقت متوازن ہوتا ہے جب چالو کھاتے کی وصولیابیاں، چالو کھاتے کی ادائیگیوں کے برابر ہوں۔ اضافی چالو کھاتہ (Surplus G A/C) کا مطلب ہے کہ ملک دوسرے ملکوں کو قرض دے رہا ہے اور خسارہ چالو کھاتہ (Deficit Current Account) کا مطلب ہے کہ ملک دوسرے ملکوں سے قرض لے رہا ہے۔

اضافی چالو کھاتہ Surplus Current account	متوازن چالو کھاتہ Balanced Current Account	چالو کھاتہ کا خسارہ Current (Account Deficit
وصولیابیاں > ادائیگیاں	وصولیابیاں = ادائیگیاں	وصولیابیاں < ادائیگیاں

چالو کھاتے کے توازن کے دو اجزا ہوتے ہیں۔

- تجارت کا توازن یا توازن تجارت
- غیر مرئی کا توازن

تجارت کا توازن (BoT): تجارت کا توازن ایک خاص مدت میں ملک سے کی گئی برآمدات کی قدر اور ملک میں کی گئی درآمدات کی قدر کے درمیان فرق کو کہا جاتا ہے۔ اشیا کی برآمدات کو BoT میں کریڈٹ کے طور پر درج کیا جاتا ہے جبکہ درآمدات کو BoT میں ڈیبٹ کے طور پر درج کیا جاتا ہے۔ اس کو تجارت کا توازن کہتے ہیں۔

BoT اس وقت متوازن ہوتا ہے جب اشیا برآمدات، درآمد کی گئی اشیا کی قدر کے برابر ہو۔ اضافی BoT (Surplus BoT) یا تجارتی اضافہ اس وقت ہوتا ہے جب ملک اشیا کی برآمدات زیادہ کرتا ہے اور درآمد کم کرتا ہے۔ کل غیر مرئی، دراصل غیر مرئی کی کل برآمدات کی قدر اور غیر مرئی کی کل درآمدات کی قدر کے درمیان اور مخصوص مدت میں فرق کو کہتے ہیں۔ غیر مرئی میں خدمات، متبادل ادائیگیاں اور آمدنی کا پہلو ہوتا ہے جو ملکوں کے درمیان ہوتا ہے۔ خدمات کی تجارت میں عامل اور غیر عامل آمدنی دونوں شامل ہوتے ہیں۔

عامل آمدی میں پیداوری کے عوامل (جیسے مزدوری، زمین اور پونجی) پر ہونے والی کل بین الاقوامی آمدنی شامل ہوتی ہے۔ غیر عامل آمدنی میں جہاز رانی، بینکنگ، سیاحت، سوفٹ وئیر خدمات وغیرہ کی فروخت سے حاصل ہونے والی کل آمدنی شامل ہوتی ہے۔

6.1.2 پونجی کھاتہ (Capital Account):

پونجی کھاتے میں اثاثوں کے تمام بین الاقوامی لین دین کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ اثاثہ کسی بھی ایسی شکل میں ہوسکتا ہے جس میں دولت رکھی جاسکتی ہے، مثال کے طور پر رقم، اسٹاک، بونڈز، سرکاری قرض وغیرہ۔ اثاثوں کی خریداری پونجی کھاتے میں ڈیبٹ میں ظاہر کی جاتی ہے۔ اگر کوئی ہندوستانی ایک برطانوی کار کمپنی کو خریدتا ہے تو اسے پونجی کھاتے کے ریکارڈ میں ڈیبٹ کے طور پر دکھایا جائے گا (کیونکہ اس میں بیرونی زر مبادلہ ہندوستان سے باہر جارہا ہے)۔ دوسری جانب اثاثوں کی فروخت جیسے ایک چینی باشندے کو ہندوستانی کمپنی کے حصص کی فروخت، پونجی کھاتے میں کریڈٹ کے زمرے میں درج کی جائے گی۔ تصویر 6.2 میں ان چیزوں کو دکھایا گیا ہے جو پونجی کھاتے میں شامل ہوتی ہیں۔ ان چیزوں میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری (FDI)، بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاری (FIIS)، بیرونی قرضے اور امداد شامل ہیں۔

تصویر 6.2 پونجی کھاتے کے اجزاء Components of Capital Account

پونجی کھاتے کا توازن (Balance of Capital Account):

پونجی کھاتہ اس وقت متوازن ہوتا ہے جب پونجی کی آمد (جیسے بیرونی ملکوں سے قرض کا حصول، بیرونی کمپنیوں میں حصص یا اثاثوں کی فروخت) پونجی کی نکاسی (جیسے قرضوں کی ادائیگی، بیرونی ملکوں میں اثاثوں یا حصص کی خریداری وغیرہ) کے برابر ہو۔ پونجی کھاتہ میں اضافہ اس وقت ہوتا ہے جب پونجی کی وصولی پونجی کی نکاسی سے زیادہ ہو۔ اسی طرح پونجی کھاتے کا خسارہ اس وقت ہوتا ہے جب پونجی کی نکاسی پونجی کی آمد سے زیادہ ہو۔

6.1.3: ادائیگی توازن زائد اور خسارہ (Balance of Payment Surplus and Deficit):

بین الاقوامی ادائیگی کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرنے والے کسی شخص کو اثاثے فروخت کرنے یا ادھار لے کر خرچ کو پورا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ملک کو بھی جس کے چالو کھاتے میں خسارہ ہوتا ہے (باقی دنیا کو فروخت سے حاصل دولت سے زیادہ بیرونی ممالک میں خرچ کر دیتا ہے) تو اسے اپنے اثاثے فروخت کر کے یا بیرونی ممالک سے قرض لے کر اس کمی کو پورا کرنے کے لیے مالیاتی بندوبست کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح کسی بھی چالو کھاتہ خسارے کو خالص پونجی بہاؤ سے مالیاتی انتظام کرنا ضروری ہوتا ہے۔

چالو کھاتہ + پونجی کھاتہ = O

ایسی صورت میں جب کسی ملک کا ادائیگی توازن برابر ہوتا ہے، تو چالو کھاتے کے خسارے کو کسی ریزرو حرکات کے بغیر پوری طرح بین الاقوامی قرضوں کے ذریعہ پورا کیا جاتا ہے۔

اس کے برعکس، ملک ادائیگی کے توازن میں کسی خسارے کو پورا کرنے کے لیے اپنے بیرونی زرمبادلہ کے ذخائر کو استعمال کر سکتا ہے۔ ریزرو بینک اس وقت زرمبادلہ فروخت کرتا ہے جب کہ خسارے ہوتا ہے۔ اسے رسمی ریزرو کی فروخت (Official Reserve Sale) کہا جاتا ہے۔ رسمی ریزرو میں کمی (یا اضافہ) کو مجموعی توازن ادائیگی میں خسارہ (یا اضافہ) کہا جاتا ہے۔ بنیادی منطق یہ ہے کہ مالیاتی حکام ہی ادائیگی کے توازن میں کسی خسارے کو پورا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں (یا اضافہ کی صورت میں وصول کرتے ہیں)

ہم یہ نوٹ کر سکتے ہیں کہ گھٹتے بڑھتے شرح مبادلہ کی صورت کے مقابلے ایک مقررہ شرح مبادلہ کے دور میں رسمی زیر رولین دین زیادہ مطابقت رکھتے ہیں۔ (دیکھیں 6.2.2 میں ذیلی سرخی ''مقررہ شرح مبادلہ'')

آزاد اور تطبیقی لین دین (Autonomous and Accommodating) بین الاقوامی معاشی لین دین کو اس وقت آزاد کہا جاتا ہے جب یہ لین دین ادائیگی کے توازن کے فرق کو پورا کرنے کی بجائے کسی اور مقصد سے کیے گئے ہوں یا جب وہ ادائیگی توازن (BoP) سے آزاد ہوں۔ اس کا ایک مقصد منافع کمانا بھی ہو سکتا ہے۔ ایسی چیزوں کو BoP میں ''خط سے اوپر'' کی اشیا کہا جاتا ہے۔ ادائیگی کا توازن اس وقت زائد یا اضافی کہا جاتا ہے جب آزاد وصولیابیاں آزاد ادائیگیوں سے زیادہ ہوں۔

تطبیقی لین دین (Accommodating Transactions) دوسری جانب تطبیقی لین دین (''خط سے نیچے'') کا تعین ادائیگی کے توازن میں فرق سے ہوتا ہے یعنی ادائیگی کے توازن میں خسارہ ہے یا یہ زائد ہے۔ دوسرے الفاظ میں ان کا تعین آزاد لین دین کے کل مضمرات کے ذریعہ ہوتا ہے چونکہ رسمی ریزرو لین دین BoP میں فرق کو پورا کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں اس لیے انھیں BoP میں تطبیقی آئیٹم کے طور پر دیکھا جاتا ہے (جبکہ دیگر سبھی آزاد ہوں)۔

خطااور بھول چوک (Errors & Omissions):

تمام بین الاقوامی لین دین کو درست طور پر ریکارڈ کرنا ایک مشکل کام ہے اس لیے ہمارے پاس ادائیگی توازن (BoP) میں تیسرا عنصر (چالو اور پونجی کھاتے کے علاوہ) ہوتا ہے جسے خطا اور بھول چوک کہتے ہیں۔ جدول 6.1 ہندوستان ادائیگی کے توازن کا ایک نمونہ فراہم کرتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس جدول میں تجارتی خسارہ اور چالو کھاتے کا خسارہ ظاہر کیا گیا ہے لیکن پونجی کھاتہ اضافی (Surplus) ظاہر کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں توازن ادائیگی (BoP) متوازن ہے۔

توازن ادائیگی خسارہ	توازن ادائیگی متوازن	توازن ادائیگی اضافی
مجموعی توازن<0	مجموعی توازن=0	مجموعی توازن>0
ریزرو ذخیرہ>0	ریزرو ذخیرہ=0	ریزرو ذخیرہ<0

باکس 6.1: اوپر دیئے گئے توازن ادائیگی کے کھاتوں میں لین دین کو دو کھاتوں میں تقسیم کیا گیا ہے، چالو کھاتہ اور پونجی کھاتہ۔ البتہ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کے توازن ادائیگی اور بین الاقوامی سرمایہ کاری پوزیشن کے چھٹے ایڈیشن میں متعارف کرانے کے اکاؤنٹنگ مینوئل (BPM6) کے نئے معیار کے مطابق ریزرو بینک آف انڈیا نے بھی توازن ادائیگی کے کھاتوں کے ڈھانچے میں تبدیلی کی ہے۔ نئی زمرہ بندی کے مطابق لین دین کو تین کھاتوں میں تقسیم کیا گیا ہے: چالو کھاتہ، مالیاتی کھاتہ اور پونجی کھاتہ۔ سب سے اہم تبدیلی یہ ہے کہ اب مالیاتی اثاثوں جیسے بونڈز اور حصص کی تجارت میں ہونے والے تقریباً سبھی لین دین کو مالیاتی کھاتے میں رکھا گیا ہے۔ البتہ RBI پرانے نظام کے مطابق بھی توازن ادائیگی کی تفصیل شائع کرتی ہے۔ اسی لیے نئے نظام کی تفصیلات یہاں پیش نہیں کی گئی ہیں۔ یہاں ستمبر 2010 میں RBI کے ذریعہ شائع کئے گئے توازن ادائیگی مینوئل برائے ہندوستان کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔

نمبر	جدول 6.1: ہندوستان کے لیے توازن ادائیگی (ملین امریکی ڈالر میں)	
نمبر	مندرجات (Items)	ملین امریکی ڈالر
1	برآمدات (صرف اشیا کی)	450
2	درآمدات (صرف اشیا کی)	240
3	تجارتی توازن (1-2)	-90
4	(کل) غیر مرئی (4a+4b+4c)	52
	(a) غیر عوامل خدمات	30
	(b) آمدنی	-10
	(c) منتقلی	32

5	چالو کھاتہ توازن (3+1)	-38
6	پونجی کھاتہ توازن [6a+6b+6c+6d+6e+6f]	41.15
	(a) بیرونی امداد (کل)	0.15
	(b) بیرونی تجارت قرضے (کل)	2
	(c) مختصر مدت کے قرض	10
	(d) بینکنگ پونجی (کل) جن کا	15
	غیر تقسیم جمع (کل)	9
	(e) بیرونی سرمایہ کاری جس کا (6eA+6eB)	19
	(A) ایف ڈی آئی (کل)	13
	(B) پورٹ فولیو (کل)	6
	(F) دیگر آمد (کل)	-5
7	خطا اور بھول چوک	-3.15
8	مجموعی توازن [5+6+7]	0
9	ریز رو تبدیلی	0

6.2 زرمبادلہ کا بازار (The Foreign Exchange Market)

ہم نے اب تک مجموعی طور پر بین الاقوامی لین دین پر غور کیا ہے۔ اب ہم واحد لین دین پر غور کریں گے۔ فرض کیجیے کہ ایک ہندوستان شہری تعطیلات گذارنے کے لیے لندن کے سفر پر (سیاحتی خدمات کی درآمد) جانا چاہتا ہے۔ لندن میں قیام کے لیے اسے پونڈ میں ادائیگی کرنی ہوگی۔ اسے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوگی کہ پونڈ کہاں سے اور کس قیمت پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ پونڈ کے لیے اس کی مانگ سے زرمبادلہ کی مانگ کی تشکیل ہوتی ہے جس کی تکمیل زرمبادلہ کے بازار میں ہوتی ہے۔ یہ زرمبادلہ کا بازار وہ ہے جہاں قومی کرنسیوں کی ایک دوسرے کے لیے تجارت ہوتی ہے۔ اس بازار کے خاص شریک کار تجارتی بینک، زرمبادلہ کے دلال، دیگر مجاز ڈیلر اور زری اتھارٹی ہوتے ہیں۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ اگرچہ شرکا کے اپنے تجارتی مراکز ہو سکتے ہیں پھر بھی یہ بازار اپنے آپ میں عالم گیر ہوتا ہے۔ یہاں تجارتی مراکز کے درمیان قریبی اور مسلسل ربط قائم رہتا ہے اور شریک کار ایک سے زیادہ بازار میں تجارت کرتے ہیں۔

6.2.1 زرمبادلہ کی شرح (Foreign Exchange Rate): زرمبادلہ کی شرح (جسے فوریکس شرح بھی کہا جاتا ہے) ایک کرنسی کی قیمت دوسری کرنسی میں جتنی ہوتی ہے اسے زرمبادلہ کی شرح کہتے ہیں۔ یہ مختلف ملکوں کی کرنسیوں کو مربوط کرتی ہے اور بین الاقوامی لاگت اور قیمت کا موازنہ کرنے کے قابل بناتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہمیں امریکی ڈالر کے لیے 50 روپے ادا کرنے پڑیں تو شرح مبادلہ فی ڈالر 50 روپے ہوگی۔

مزید آسانی کے لیے فرض کریں کہ دنیا میں امریکہ اور ہندوستان صرف دو ہی ملک ہیں، اس لیے مبادلہ کے لیے صرف ایک شرح کا تعین کیے جانے کی ضرورت ہوگی۔

زرمبادلہ کے لیے مانگ (Demand for Foreign Exchange)

لوگ زرمبادلہ کی مانگ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ: دوسرے ملکوں سے اشیا اور خدمات خریدنا چاہتے ہیں؛ دوسرے ملک میں تحفہ بھیجنا چاہتے ہیں؛ کسی خاص ملک کے مالیاتی اثاثے خریدنا چاہتے ہیں۔

زرمبادلہ کی قیمت میں اضافہ سے (روپے کی مناسبت سے) ایک غیر ملکی اشیا کی خریداری کی لاگت میں اضافہ ہوگا۔ اس کی وجہ سے درآمدات میں کمی آئے گی اور نتیجے میں زرمبادلہ کی مانگ میں بھی کمی ہوگی (بہ شرطیکہ دیگر چیزوں میں تبدیلی نہ ہو)

زرمبادلہ کی ترسیل (Suply of Foreign Exchange): کسی ملک میں بیرونی کرنسی کی آمد مندرجہ ذیل وجوہات سے ہوتی ہے: کسی ملک کے ذریعہ برآمدات کے نتیجے میں غیر ملکی باشندے گھریلو اشیا اور خدمات کی خریداری کرتے ہیں: غیر ملکی منتقلی کے لیے تحفے بھیجتے ہیں؛ ملک کے اثاثے غیر ملکی باشندوں کے ذریعہ خریدے جاتے ہیں۔

زرمبادلہ کی قیمت میں اضافے کی وجہ سے ایک غیر ملکی کے لیے جو ہندوستان کی بنی اشیا خریدتا ہو، لاگت میں (ڈالر میں) کمی ہوگی بہ شرطیکہ دیگر عوامل میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ اس کے نتیجے میں ہندوستان کی برآمدات میں اضافہ ہوگا اور زرمبادلہ کی سپلائی کی مانگ میں بھی اضافہ ہوگا۔ (آیا حقیقت میں یہ اضافہ ہوتا ہے اس کا انحصار کئی عوامل پر، خاص طور پر درآمدات اور برآمدات کی مانگ میں لچک پر ہوگا)

6.2.2: مبادلہ کی شرح کا تعین (Determination of the Exchange Rate)

مختلف ملکوں میں اپنی کرنسی کی شرح مبادلہ کا تعین کرنے کا الگ الگ طریقہ ہوتا ہے۔ اس کا تعین لچکدار شرح مبادلہ (flexible Exchange Rate) قائم شرح مبادلہ (Fixed Exchange Rate) اور زیر انتظام رواں شرح مبادلہ (Manage of Flexing Exchange Rate) کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے۔

لچکدار شرح مبادلہ (Flexible Exchane Rate): یہ شرح مبادلہ مارکیٹ میں مانگ اور سپلائی کی قوت سے طے ہوتا ہے۔ اس کو رواں شرح مبادلہ بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ تصویر 6.1 میں دکھایا گیا ہے کہ شرح مبادلہ اس جگہ طے ہوتی ہے جہاں مانگ کا خط سپلائی کے خط کو قطع کرتا ہے یعنی Yaxis پر E پوائنٹ اور X-Axis پر q پوائنٹ۔ اس سے امریکی ڈالر کی مانگ اور e کی شرح پر ہونے والی سپلائی کا اظہار ہوتا ہے— مکمل لچکدار نظام میں مرکزی بینک زرمبادلہ کی مارکیٹ میں کوئی مداخلت نہیں کرتا۔ فرض کریں کہ بیرونی اشیا اور خدمات کی مانگ میں اضافہ ہوتا ہے (مثال کے طور پر ہندوستانیوں کے بین الاقوامی سفر میں اضافے کی وجہ سے)

رواں شرح مبادلہ کے تحت توازن

تو، جیسا کہ تصویر 6.2 میں دکھایا گیا ہے، مانگ کا خط اوپر کی جانب بڑھے گا۔ بیرونی اشیا اور خدمات کی مانگ میں اضافے کے نتیجے میں شرح مبادلہ میں تبدیلی ہوگی۔ ابتدائی طور پر شرح مبادلہ $e_0=50$ ہے جس کا مطلب ہے کہ ہم ایک ڈالر کے لیے 50 روپے ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن نئے توازن میں شرح مبادلہ $e_1=70$ ہوجاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ایک ڈالر کے لیے زیادہ ادائیگی کرنی ہوگی (یعنی 70 روپے)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈالر کے مقابلے روپے کی قدر میں کمی ہوتی ہے جبکہ روپے کے مقابلے ڈالر کی قدر میں اضافہ ہوا ہے۔ مبادلہ کی شرح میں اضافہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر ملکی کرنسی (ڈالر) کی قیمت گھریلو کرنسی میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس رجحان کو گھریلو کرنسی میں قدر کی میں کمی (Depreciation) کہا جاتا ہے۔

تصویر 6.2

زر مبادلہ کی مارکیٹ میں درآمدات کی مانگ میں اضافے کے اثرات

اسی طرح لچکدار شرح مبادلہ کے نظام میں جب گھریلو کرنسی (روپیہ) کی قیمت بیرونی کرنسی (ڈالر) کی نسبت سے زیادہ ہوتی ہے تو اسے روپیہ میں اضافہ یا (Appreciation) کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈالر کی نسبت سے روپیہ کی قدر میں اضافہ ہوا ہے اور ہمیں ایک ڈالر حاصل کرنے کے لیے کم روپے ادا کرنے ہوں گے۔

سٹے بازاری: بازار میں شرح مبادلہ صرف برآمدات ودرآمدات کی مانگ اور رسد واثاثوں میں اصل کاری پر ہی انحصار کرتی ہے، جہاں زر مبادلہ کی مانگ کرنسی کے قدر میں اضافہ سے حاصل ممکنہ فائدے کے لیے کی جاتی ہے۔ کسی بھی ملک کا زر ایک اثاثہ ہے۔ اگر ہندوستانیوں کو یہ یقین ہو کہ برطانوی پونڈ کی قدر میں روپے کی نسبت اضافہ ہونے کا امکان ہے تو وہ پونڈ کو اپنے پاس رکھنا چاہیں گے۔ مثال کے طور پر اگر چالو شرح مبادلہ 80 روپے فی پونڈ ہے تو دیگر اصل کاروں کو یہ یقین ہے کہ ماہ کے آخر تک پونڈ کی قدر میں اضافہ ہونے کا امکان ہے جو 85 روپے فی پونڈ تک ہوسکتا ہے تو سرمایہ کار یا اصل کار یہ سوچیں گے کہ اگر وہ 80,000 روپے لگا کر 1000 پونڈ خریدے گا تو ماہ کے آخر میں وہ اسے 85,000 روپے میں فروخت کر 5,000 روپے کا منافع کمائے گا، اس تصور سے پونڈ کی مانگ بڑھے گی اور اس سے روپیہ پونڈ شرح مبادلہ میں اضافہ ہوگا جس سے اس کا یقین واعتماد خود بخود سچ ثابت ہوتا ہے۔

درج بالا تجزیے میں یہ مان لیا جاتا ہے کہ شرح سود، آمدنی اور قیمت برقائم رہتی ہے، تاہم ان میں تبدیلی ہوسکتی ہے اور اس سے زر مبادلہ کی مانگ اور رسد خط شفٹ ہوں گے۔

شرح سود اور شرح مبادلہ: قلیل مدت میں شرح مبادلہ کے تعین میں ایک دوسرا عامل بھی اہم ہوتا ہے جسے شرح سود تفرقی کہتے ہیں یعنی ملکوں کے درمیان شرح سود میں فرق ہے بینک، کثیر قومی کارپوریشن اور دولت مند افراد بہت بڑے فنڈ کے مالک ہوتے ہیں جو اونچی شرح سود کی تلاش میں پوری دنیا میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اگر ہم فرض کریں کہ کسی ملک A میں سرکاری بانڈ پر شرح سود 8 فی صد ہے جب کہ اسی طرح کے محفوظ بانڈ پر دوسرے ملک B میں 12 فی صد کی آمدنی ہوتی ہے تو شرح سود تفرقی 2 فی صد ہوگا۔ ملک A کے اصل کار ملک کی اعلیٰ شرح سود کی طرف راغب ہوں گے اور اپنے ملک کی کرنسی کو فروخت کرکے ملک B کی کرنسی کی خرید کریں گے۔ اس صورت میں ملک

B کے اصل کار بھی اپنے ملک میں اصل کاری کرنا چاہیں گے اور ملک A کی کرنسی کی کم مانگ کریں گے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ملک A کی کرنسی قدر میں کمی اور ملک B کی کرنسی کی قدر میں اضافہ ہوگا۔لہٰذا کسی ملک کے داخلی شرح سود میں اضافہ سے گھریلو کرنسی کی قدر میں اضافہ ہوگا۔ یہاں یہ مان لیا جاتا ہے کہ غیر ممالک کی حکومتوں کے ذریعہ یا مانڈوں کی خرید پر کسی طرح کی پابندی نہیں لگائی گئی ہے۔

آمدنی اور شرح مبادلہ: جب آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو صارف کے خرچ میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور درآمد شدہ اشیا پر اخراجات میں بھی اضافہ کا امکان رہتا ہے۔ جب درآمد بڑھتی ہے تو زرمبادلہ کا خط طلب دائیں طرف شفٹ ہوتا ہے۔اس سے گھریلو کرنسی کی قدر میں کمی ہوتی ہے۔اگر غیر ملکی آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔تو گھریلو برآمد میں اضافہ ہوگا جس سے زرمبادلہ کی خط رسد باہر کی طرف شفٹ ہوگی۔توازن کی صورت میں گھریلو کرنسی کی قدر میں کمی،نفی یا اثبات ہی ہوسکتی ہے اور نہیں بھی۔ یہ اس پر منحصر ہوگا کہ کیا برآمد درآمد سے زیادہ تیزی سے بڑھ رہی ہے۔عام طور پر دیگر باتیں پہلے جیسی رہنے پر وہ جس کی کل مانگ باقی دنیا کے مقابل زیادہ تیزی سے بڑھ رہی ہے۔اکثر اس کرنسی کی قدر میں برآمد سے درآمد میں زیادہ اضافے کے سبب کمی ہوتی ہے اس لیے غیر ملکی کرنسی کا خط طلب خط رسد سے زیادہ تیزی سے شفٹ ہوتا ہے۔

طویل مدت میں شرح مبادلہ: طویل مدت میں لچک دار شرح مبادلہ نظام میں شرح مبادلہ کے بارے میں پیش گوئی کرنے کے لیے قوت خرید معدلت (PPP) نظریے کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس نظریے کے مطابق جب کوئی تجارت کی بندشیں ٹارف (تجارتی ٹیکس) اور کوٹہ (درآمد کی مقدار کی مد) نہیں ہوں گی۔تو شرح مبادلہ از خود تطبیق ہوجائے گی۔ اس سے ایک طرح کی پیداوار کی لاگت خواہ ہندستان میں روپیوں میں ریاست ہائے متحدہ امریکا میں ڈالر میں جاپان میں رہن میں کیوں نہ ہو،ایک جیسی ہی ہوں گی صرف نقل وحمل کے خرچ میں ہی فرق ہوگا۔طویل مدت میں کبھی دوملکوں کی کرنسیوں کے درمیان شرح مبادلہ کے تطابق سے دونوں ملکوں کی سطح قیمت کے فرق کا پتہ چلتا ہے۔

مثال 6.1

اگر ایک قمیص کی لاگت امریکا میں 8 ڈالر اور ہندوستان میں 400 روپیے ہے تو روپیہ ڈالر کا شرح مبادلہ 50 روپیے ہوگا۔اب 50 روپیے سے زیادہ کسی بھی شرح کو دیکھنے کے لیے ہم 60 روپیے لیتے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکا میں ایک قمیص کی لاگت 480 روپیے اور ہندوستان میں صرف 400 روپیے ہے تو اس صورت میں بھی غیر ملکی صارف ہندوستان سے قمیص خریدیں گے اسی طرح فی ڈالر 50 روپیے سے کم کسی بھی شرح مبادلہ پر قمیصوں کی کل تجارت امریکا کے پاس چلی جائے گی۔اب ہم فرض کرتے ہیں کہ ہندستان میں قیمت میں 20 فی صد کا اضافہ ہوتا ہے جب کہ امریکا میں 50 فی صد کا ہوتا ہے۔اب ہندستان میں ایک قمیص کی لاگت 480 روپیے ہے جب کہ امریکا میں 12 ڈالر ہوگی۔ان دونوں قیمتوں میں مماثلت یا یکسانیت نہیں ہوگی۔ جب 12 ڈالر کی قدر 480 روپیے یا ایک ڈالر کی قدر 40 روپیے ہوگی،لہٰذا ڈالر کی قدر میں کمی ہوئی۔

قائم شرح مبادلہ (Fixed Exchange Rates): شرح مبادلہ کے اس مقام میں حکومت ایک خاص سطح پر شرح مبادلہ طے کرتی ہے۔تصویر 6.3 میں مارکیٹ شرح مبادلہ طے کرتی ہے جو e ہے۔لیکن ہم فرض کریں کہ کس خاص وجہ سے ہندوستانی حکومت برآمدات کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتی ہے جس کے لیے اسے غیر ملکیوں کے لیے روپیہ کو سستا کرنا ہوگا۔حکومت زیادہ شرح مبادلہ طے کرکے یعنی موجودہ 50 روپے فی ڈالر سے بڑھا کر 70 روپے فی ڈالر کی شرح مقرر کردیتی ہے۔اس طرح یہ نئی شرح حکومت کی طے شدہ ہوگی

اوراس میں e_1 میں .$e_1>e$ ہوگا۔اس صورت حال میں ڈالر کی سپلائی میں اس کی مانگ سے زیادہ اضافہ ہوگا۔RBI زرمبادلہ کی مارکیٹ میں ڈالر کی زیادہ سپلائی کوختم کرنے کے لیے مداخلت کرتی ہے جسے تصویر میں AB سے ظاہر کیا گیا ہے۔اس طرح حکومت معیشت میں کوئی بھی شرح مبادلہ کو برقرار رکھ سکتی ہے۔لیکن یہ صرف اس وقت تک ہی زیادہ سے زیادہ بیرونی زرمبادلہ کوختم کرے گی جب تک کہ اس کی مداخلت جاری رہے گی۔ دوسری جانب جب حکومت کو کسی ایک سطح پر مبادلہ کی شرح مقرر کرنی ہوتی ہے، جیسے e_2 پر، تواس صورت میں زرمبادلہ کی مارکیٹ میں ڈالر کے لیے زیادہ مانگ پیدا ہوگی۔ڈالر کی زیادہ مانگ کو پورا کرنے کی خاطر حکومت کو اپنے ڈالر کے ذخائر سے کچھ ڈالر جاری کرنے ہوں گے۔اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس صورت میں ڈالر کی بلیک مارکیٹ ہونے کا اندیشہ ہوگا۔

ایک مقررہ شرح مبادلہ نظام میں جب حکومت کے کسی اقدام سے شرح مبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے (جسے گھریلو کرنسی کی قیمت کم کرکے) تو اسے قدر میں کمی (Devaluation) کہا جاتا ہے۔ دوسری جانب Revaluation قدر میں اضافہ اس وقت ہوتا ہے جب حکومت شرح مبادلہ کم کردیتی ہے (جس سے گھریلو کرنسی مہنگی ہوجاتی ہے)

6.2.3: لچکدار اور مقررہ زرمبادلہ کے فوائد اور نقصان

(merits of devaluation of flexible and fixed exchange rate system)

قائم شرح مبادلہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس بات کا پورا بھروسہ ہونا چاہئے کہ حکومت شرح مبادلہ کو ایک مقررہ سطح پر قائم رکھنے کی اہل ہوگی۔ اکثر جب قائم شرح مبادلہ کے نفاذ میں توازن ادائیگی کا خسارہ ہوتا ہے تو اس صورت میں حکومت کو اس خسارہ کو پورا کرنے کے لیے اپنے سرکاری ذخائر کا استعمال کرنا پڑ سکتا ہے۔اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ ذخائر کی مقدار ناکافی ہے تو وہ مبادلہ کی شرح کو اپنی جگہ قائم رکھنے کی حکومت کی صلاحیت پر شبہ کرنے لگیں گے۔اس کی وجہ سے سٹہ بازی اور قدر میں کمی کا سلسلہ شروع ہوسکتا ہے۔جب اس خیال کی وجہ سے کسی ایک کرنسی کی خریداری میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے جسے کسی ایک کرنسی پر سٹہ بازی کا حملہ کہا جاتا ہے تو حکومت مجبوراً کرنسی کی قدر میں کمی کرنی پڑتی ہے۔ قائم شرح مبادلہ کے نظام میں اس طرح کے حملے کا امکان زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ Bretton Woods نظام کے ناکام ہونے سے پہلے دیکھا گیا تھا۔

شکل 6.3

بیرونی زرمبادلہ کی مارکیٹ جس میں شرح مبادلہ قائم ہے

لچکدار شرح مبادلہ کا نظام حکومت کو زیادہ لچک فراہم کرتا ہے اور حکومتوں کو بیرونی زرمبادلہ کے وسیع ذخائر رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لچکدار شرح مبادلہ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ شرح مبادلہ میں کمی بیشی توازن ادائیگی میں اضافے یا خسارے کو خود بخود پورا کرتی رہتی ہے۔اس کے علاوہ ملکوں کو اپنی مالی پالیسیاں مرتب کرنے میں زیادہ آزادی حاصل رہتی ہے کیونکہ انھیں شرح مبادلہ کو اپنی جگہ برقرار رکھنے کی غرض سے مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی جو خود بخود مارکیٹ کے ذریعہ ہوتی رہتی ہے۔

6.2.4 زیرانتظام روانی (Managed Floationg)

کسی رسمی بین الاقوامی معاہدے کے بغیر دنیا میں بہتر زر مبادلہ نظام کا وجود میں آیا جسے بہتر طور پر زیرانتظام رواں یا آزاد شرح مبادلہ نظام کہا جاسکتا ہے۔ یہ لچک دار شرح مبادلہ نظام (رواں حصہ) اور قائم شرح نظام (زیرانتظام حصہ) کی آمیزش ہے، ناپسندیدہ روانی (dirty floating) نامی اس نظام میں مرکزی بینک شرح مبادلہ کو لچک دار بنانے کے لیے جب ایسے کام کو مناسب سمجھتا ہے تو غیرملکی کرنسی کی خرید وفروخت کر کے مداخلت کرتا ہے، لہٰذا مجاز محفوظ لین دین صفر کے برابر نہیں ہوتی ہے۔

6.2 شرح مبادلہ انتظامیہ : بین الاقوامی تجربہ
(Exchange Rate Management: The International Experience)

سونا معیار: تقریباً1870 سے 1914 کے دوران پہلی عالمی جنگ برپا ہونے تک سونا معیار ہی رائج تھا جو قائم شرح مبادلہ نظام کا خلاصہ تھا۔ سبھی کرنسیاں سونے کے طور پر متعین کی جاتی تھیں۔ درحقیقت کچھ تو سونے کی بنی ہوتی تھیں۔ ہر ایک شریک ملک ایک مقررہ قیمت پر اپنے زر کو آزادانہ طور پر تبدیل کی گارنٹی دینے کے لیے وقف تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہر ایک ملک کے باشندے اپنے ملک کی گھریلو کرنسی کا دوسرے اثاثے (سونا) کی شکل میں ایک مقررہ قیمت پر آزادانہ تبادلہ کر سکتے تھے اور سونا بین الاقوامی ادائیگی کے طور پر قابل قبول تھا۔ اس سے یہ بھی ممکن ہوا کہ ایک مقررہ قیمت پر ہر ایک ملک کی کرنسی دوسری کسی بھی کرنسی کی شکل قابل تبادلہ بن گئی۔ شرح مبادلہ کا تعین سونے کی شکل میں اس کرنسی کی قدر کے ذریعہ ہوتا تھا (جہاں سونے کی ہی کرنسی ہوتی تھی، وہاں اس کی حقیقی سونے کی مقدار ہوتی تھی)۔ بطور مثال کرنسی کی ایک اکائی کی قدر ایک گرام سونا تھا اور کرنسی B کی قدر کرنسی A کی قدر کی دوگنی ہوتی تھی۔ معاشی ایجنٹ براہ راست کرنسی B کی ایک اکائی کو کرنسی A کی 2 اکائی کے طور پر بدل سکتا تھا۔ اس لیے انھیں پہلے سونا خریدنے اور اسے فروخت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ شرحوں میں ایک اوپری حد اور نچلی حد کے درمیان اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا تھا۔ شرحوں کا تعین دونوں کرنسیوں کے تیار ہونے میں آنے والی لاگت کے فرق کے ذریعہ ہوتا تھا۔ جن میں ان کے پگھلانے، جہاز رانی اور سکوں کی ڈھلائی کی لاگت شامل تھی۔[3] مجاز ہم سطح کو بنائے رکھنے کے لیے ہر ایک ملک کو سونے کے اسٹاک کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔

سونے کے معیار کی صورت میں سارے ملکوں کا شرح مبادلہ قائم تھا۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ بہت زیادہ درآمد کرنے پر کیا کوئی اپنے سونے کے سارے اسٹاک کو ختم نہیں کردے گا۔ (ادائیگی توازن میں خسارے ہونے پر) تجارت[4] کی توضیح اس طرح تھی کہ جب تک ریاست ٹارف، کوٹہ یا برآمدات پر سبسڈی کے طور پر مداخلت نہیں کرے گی۔ تب تک وہ ملک اپنے سونے کو ختم کردے گا اور وہ زوال کا شکار ہوجائے گا۔ ڈیوڈ ہیوم ایک مشہور فلسفی تھے جنھوں نے 1752 میں اس رائے کی تردید کی اور بتایا کہ اگر سونے کے ذخیرے میں کمی ہوتی ہے تو سبھی طرح کی قیمتوں اور لاگت بھی متناسب طور پر گریں گی اور اس سے ملک

---

[3] اگر شرح میں فرق ان لین دین کی لاگتوں سے زیادہ ہو تو فائدہ من مانے طریقے سے ہوسکتا ہے۔ کرنسی کو سستی شرح پر خریدنے اور آسان طریقے سے فروخت کرنے کے عمل میں ہے۔

[4] تجارت فکر کا جڑ 16 ویں اور 17 ویں صدی میں قومی یا ریاست کے ظہور کے ساتھ ہوا۔

میں کسی کو بھی خراب صورت حال کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ گھریلو اشیا سستی ہو جانے پر درآمد کم ہوگا اور برآمد بڑھے گا۔ (یہ حقیقی شرح مبادلہ ہے جس سے مسابقت کا تعین ہوگا) جس ملک سے ہم درآمد کر رہے تھے اور سونے میں اس کی ادائیگی کر رہے تھے اس کی قیمتوں اور لاگتوں میں اضافہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا ان کی مہنگی برآمد کم ہوگی اور پہلے والے ملک سے سستی اشیا کی درآمد بڑھے گی۔ اس جنس زر بہاؤ کے نظام قیمت (اٹھارہویں صدی میں قیمتی دھاتوں کو سونا چاندی بھی کہتے تھے۔) کا نتیجہ عام پر سونے کا نقصان اٹھا کر ادائیگی توازن میں بہتری لانا ہوتا ہے اور اضافی قیمت پر جب تک بین الاقوامی تجارت میں توازن از سر نو قائم ہوتا تب تک مخالف تجارتی توازن والے ملک کے ادائیگی توازن کو مساوی لے آتا ہے۔ اس توازن سے مزید سونے کا بہاؤ نہیں ہوتا اور برآمد و درآمد میں توازن بنا رہتا ہے۔ بغیر کسی ٹارف اور ریاست کی کارروائی کی ضرورت کے مستحکم اور خود اصلاحی توازن قائم رہتا ہے۔ اس طرح خود کار توازن کار میکانیت کے ذریعہ مقررہ یا قائم شرح مبادلہ کو برقرار رکھا جاتا تھا۔

سونا معیار کو وقتاً فوقتاً کئی بحران کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجے میں یہ نظام ختم ہوگیا۔ اس کے علاوہ دنیا میں قیمت کی سطح سونے کی دریافتوں کے رحم و کرم پر ہوا کرتی تھی۔ اس کی تشریح زر کا خام مقدار نظریہ (Crude Quantity Theory of Money) یعنی M=kPY بنیاد پر کیا جاسکتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق اگر پیداوار (کل گھریلو پیداوار) میں ہر سال 4 فی صد کا اضافہ ہوتا ہے تو قیمت کو مستحکم بنائے رکھنے کے لیے ہر سال سونے کی فراہمی میں 4 فی صد کا اضافہ ضروری ہوگا۔ کانوں سے اتنی مقدار میں سونے کی پیداوار نہیں ہونے سے 19 ویں صدی کے آخری نصف میں پوری دنیا میں سطح قیمت میں گراوٹ پیدا ہوتی جس سے سماج میں بے اطمینانی بڑھ گئی۔ ایک وقت تو سونے کے متبادل یا تکملہ کے طور پر چاندی کا استعمال شروع ہوا اسے ''دو دھاتیت'' کہا گیا۔ سونے کے خرچ کو کم کرنے کے لیے کسری ریزور بینکنگ سے بھی مدد ملی۔ کاغذی کرنسی کو سونے کی پوری تائید حاصل نہیں تھی۔ چند مخصوص ملکوں میں ہی ایک چوتھائی سونا کاغذی کرنسی کے بدلے رکھا جاتا تھا۔ سونے کی کے صرفہ کو کم کرنے کا دوسرا طریقہ سونا مبادلہ معیار کو کئی ملکوں میں قبول کیا گیا۔ اس طریقے میں سونے کے لحاظ سے قائم قیمتوں پر کرنسی کا مبادلہ کیا جاتا ہے، لیکن اس کے لیے سونے کی تھوڑی مقدار یا کچھ بھی مقدار نہیں رکھی جاتی۔ سونے کے بدلے وہ کسی بڑے ملک (ریاست ہائے متحدہ یا برطانیہ) کی کرنسی رکھتے تھے جو سونے کے معیار پر مبنی تھی۔ ان سے اور کلونڈک نیز جنوبی افریقہ میں سونے کی تلاش سے 1929 تک تقلیل کو دور رکھنے میں مدد ملی۔ بعض معاشی مؤرخین اس سیاست کی کمی کے لیے عظیم کساد بازاری کو ذمہ دار مانتے ہیں۔ 45-1914 کے دوران کسی بھی طرح کا ہمہ گیر نظام رائج نہیں رہا لیکن اس مدت میں سونا معیار کی طرف جھکاؤ اور لچک دار شرح دونوں کا رواج رہا۔

بریٹن ووڈس نظام: 1944 میں بریٹن ووڈس کانفرنس میں بین الاقوامی زری فنڈ (IMF) اور عالمی بینک کا قیام عمل میں آیا اور قائم شرح کا نظام دوبارہ قائم ہوا۔ اثاثوں کے انتخاب کے طور پر یہ بین الاقوامی سونا معیار سے مختلف تھا جس میں قومی کرنسی کو قابل بدل بنایا گیا۔ کرنسی کی تبدیلی کا دو سطحی نظام قائم کیا گیا جس کے مرکز میں ڈالر کو رکھا گیا۔ ریاست ہائے متحدہ امریکا کے زری اختیاریوں کے ذریعہ 35 ڈالر فی اونس سونا کی قائم سطح پر ڈالر کے سونے میں تبدیلی کی گارنٹی فراہم کی گئی۔ اس نظام کی دوسری سطح میں بین الاقوامی زری فنڈ کے تئیں ہر ایک ممبر ملکوں کے زری اختیار یہ کی پیمان وابستگی تھی جس کے تحت وہ اپنی کرنسی کو ایک مقررہ سطح پر ڈالر میں تبدیل کرنا چاہتے تھے۔ اس دوسری سطح کو مجاز شرح مبادلہ (official exchange rate) کہا

گیا۔ بطور مثال اگر فرانس کی کرنسی فرنک کا 5 فرنک فی ڈالر کے طور پر مبادلہ کیا جا سکتا تھا اور 35 ڈالر فی فرنک کی قدر 175 فرنک فی اونس سونے کی شرح پر متعین کی جاتی تھی۔ (5 فرنک فی ڈالر ضرب 35 ڈالر فی اونس) شرح مبادلہ میں تبدیلی کی اجازت صرف ملک کے ادائیگی توازن میں بنیادی عدم توازن کی صورت میں ہی دی جاتی تھی، جس کا مطلب ادائیگی میں کافی تناسب میں خسارہ ہونا ہے۔

یہاں تبدیلی کے ایسے جامع نظام کی ضرورت تھی کیونکہ مختلف ملکوں میں سونے کا محفوظ ذخیرہ ایک جیسا نہیں تھا۔ مجاز سونے کے محفوظ ذخیرہ کا 70 فی صد ریاست ہائے متحدہ امریکا کے پاس تھا لہٰذا دیگر کرنسیوں کی قابل اعتماد تبدیلی کے لیے سونے کے ذخیرہ کی تقسیم نو کی ضرورت ہوتی۔ اس کے علاوہ یہ یقین کیا جاتا تھا کہ بین الاقوامی سیالیت کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لیے موجود سونے کا ذخیرہ ناکافی تھا۔ سونے کے ذخیرے کی حفاظت کا ایک طریقہ دو سطحی تبدیلی کا طریقہ تھا جس میں کلیدی کرنسی کی تبدیلی سونے میں اور دیگر کرنسیوں کی تبدیلی کلیدی یا اصل کرنسی میں ہوتی تھی۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد جنگ میں تباہ ممالک کی تعمیر نو کے لیے بہت زیادہ وسائل کی ضرورت تھی۔ اس طور درآمد میں اضافہ ہوا اور خسارے کے حوالے سے مالیاتی انتظام کے لیے محفوظ فنڈ کا استعمال کیا گیا۔ ایسے ملکوں میں اس وقت ریاست ہائے متحدہ کی کرنسی ڈالر کا استعمال باقی دنیا کے ملکوں میں محفوظ فنڈ کے طور پر ہوتا تھا۔ ریاست ہائے متحدہ میں تواتر ادائیگی توازن خسارے کے نتیجے میں اس محفوظ فنڈ میں اضافہ ہوا (دیگر ملک اپنی کرنسی اور ڈالر کے درمیان تبدیلی کو بنائے رکھنے کے اپنے پیمان وابستگی کے سبب محفوظ اثاثے کے طور پر ڈالر کا ذخیرہ کرنا چاہتے تھے۔)

اب مسئلہ یہ تھا کہ اگر ریاست ہائے متحدہ کے قلیل مدتی ڈالر واجبات میں سونے کے ان کے ذخیرہ کی نسبت اضافہ متواتر جاری رہتا تو اس کی قائم مقام قیمت پر ڈالر کے سونے میں تبدیلی کی امریکی پیمان وابستگی کے تئیں معتبریت نہیں رہ جاتی۔ اس طرح مرکزی بینک کے پاس موجود ڈالر کی حاملیت کو سونے میں تبدیلی کے لیے کافی حوصلہ افزائی ہوتی اور اس سے ریاست ہائے متحدہ کو اپنی پیمان وابستگی ترک کرنے پر مجبور ہونا پڑتا۔ اسے بریٹن ووڈس طریقہ کے اہم ناقد ''رابرٹ ٹریفن'' کے نام پر ٹریفن تعطل (Triffin Dilemma) کہا جاتا ہے۔ ٹریفن نے صلاح دی کہ بین الاقوامی زری فنڈ کو مرکزی بینکوں کے جمع بینکوں میں بدل دینا چاہیے اور نئے محفوظ اثاثے کی تخلیق بین الاقوامی زری فنڈ کے کنٹرول میں کرنی چاہیے۔ 1967 میں مخصوص حق حصول Special Drawing Rights (SDRs) کی تخلیق کے ذریعہ سونا تقسیم ہو گیا۔ بین الاقوامی محفوظ اسٹاک میں اضافہ کرنے کے مقصد سے مخصوص حق حصول کو بین الاقوامی کرنسی کے طور پر ''کاغذی سونا'' کے طور پر بھی جانا جاتا ہے، سونے کے طور پر تعریف میں SDRs ,35 کو ایک اونس سونا (بریٹن ووڈس طریقۂ کار کی شرح ڈالر سونا) کی طرح مانا گیا۔ 1974 سے اس کی تعریف کئی بار از سر نو کی گئی ہے۔ اس وقت اس کا شمار پانچ ممالک (فرانس، جرمنی، جاپان، برطانیہ اور امریکا) کی چار کرنسیوں (یورو، ڈالر، جاپانی ین، پاؤنڈ، اسٹرلنگ) کے ڈالر میں قدروں کی جمع وزنیت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ بین الاقوامی زری فنڈ کے ممبر ملکوں کے ذریعہ محفوظ کرنسی کے طور پر قومی کرنسیوں کے مبادلے کے لیے مرکزی بینکوں کے درمیان ادائیگی کے ذرائع کے طور پر اس کا استعمال کیے جانے سے اسے قوت حاصل ہوتی ہے۔ خاص حق محصول کی اصل قسطوں کی تقسیم ممبر

ملکوں کے درمیان فنڈ (کوٹا کا تعلق ملک کی معاشی اہمیت سے تھا، جس کا اشارہ اس کی بین الاقوامی تجارت کی قدر سے ملتا تھا) میں ان کے کوٹے کے مطابق کیا جاتا تھا۔

بریٹن ووڈس نظام کے تعطل کے پہلے کئی اقعات ہوئے جیسے 1967 میں پونڈ کی کم قدری، 1968 میں ڈالر سے سونے کی طرف فرار سے دو سطحی سونا بازار (مجاز شرح 35 ڈالر فی اونس سونا تھی اور نجی شرح کا تعین بازار کے ذریعہ ہوتا تھا) کی تخلیق اور آخر میں اگست 1971 میں برطانیہ نے مانگ کی کہ امریکا اپنے ڈالر کے حاملیت فنڈ کے سونا قدر کی گارنٹی دے، اس سے امریکا نے ڈالر اور سونے کے درمیان کے تعلق کو ترک کرنے کا فیصلہ کیا۔

1971 میں اسمتھ سونین معاہدے سے شرح مبادلہ میں نئی مرکزی شرح سے 2.5 فی صد اوپر یا نیچے تک کی حرکات کا روابینڈ کو وسعت ملی۔ اس سے یہ امید کی گئی کہ خسارے والے ملکوں پر دباؤ کم ہوگا۔ یہ صرف 14 سالوں تک چلا۔ ترقی یافتہ بازار معیشت جس کی قیادت متحدہ مملکت (UK) اور بعد میں سوئزرلینڈ اور پھر جاپان میں رواں (آزاد) شرح مبادلہ کو 1970 کی دہائی میں قبولیت ملی۔ 1976 میں بین الاقوامی زر فنڈ کے آرٹیکل کے جائزوں سے ملکوں کو اپنی کرنسیوں کو آزاد رکھنے اور انھیں مقرر کرنے یا وابستہ کرنے کی اجازت ملی۔ (ایک واحد کرنسی، کرنسیوں کا مجموعہ یا خاص حق محصول (SDR) مقررہ شرحوں کے لیے کوئی اصول نہیں اور درحقیقت آزاد شرح مبادلہ کی نگرانی کے لیے بھی کوئی اصول نہیں ہے۔

موجودہ تناظر: اس وقت کئی ملکوں میں قائم شرح مبادلہ ہے۔ بعض ممالک اپنی کرنسیوں کو ڈالر میں مقرر کرتے ہیں۔ جنوری 1999 میں یوروپی زری یونین کی تخلیق سے یونین کے ممبروں کی کرنسیوں کے درمیان شرح مبادلہ مستقل طور پر متعین ہوا اور ایک نئی یکساں کرنسی یورو کو یوروپی مرکزی بینک کے زیر انتظام جاری کیا گیا۔ جنوری 2002 سے حقیقی نوٹ اور سکے چلائے گئے۔ اب تک 25 میں 12 یوروپی یونین کے ممبروں نے یورو کو اپنایا ہے۔ چند ملکوں نے اپنی کرنسی کو فرانس کے فرنگ میں مقرر کیا ہے، جس میں ان کی تجارت کی ترکیب منعکس ہوتی ہے لہذا چھوٹے ملک بھی ایک اہم تاجرانہ شراکت دار کے لحاظ سے اپنی شرح مبادلہ متعین کرنے کا فیصلہ لیتے ہیں۔ بطور مثال ارجنٹینا نے 1991 میں کرنسی بورڈ نظام اپنایا جس کے تحت مقامی کرنسی اور ڈالر کے درمیان قانون کے ذریعہ شرح مبادلہ طے کیا گیا۔ مرکزی بینک اپنی جاری گھریلو کرنسی اور محفوظ فنڈ کے بدلے کافی غیر ملکی کرنسی اپنے پاس رکھتا ہے۔ ایسے بندوبست میں کوئی ملک اپنی خواہش سے کرنسی کی رسد میں توسیع نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی گھریلو بینکنگ بحران (جب بینکوں کو گھریلو کرنسی اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے) ہوتا ہے تو مرکزی بینک قرض کا آخری ذریعہ نہیں بن سکتا لیکن بحران کے بعد ارجنٹینا نے کرنسی بورڈ کو ترک کردیا اور جنوری 2002 میں اپنی کرنسی کو آزاد کردیا۔

2000 میں اکیوڈور نے ڈالرایزیشن کا نیا بندوبست اپنایا اور گھریلو کرنسی کو چھوڑ کر ریاست ہائے متحدہ امریکا کے ڈالر کو قبول کیا۔ ساری قیمتیں ڈالر میں رکھی گئیں اور مقامی کرنسی میں لین دین بند ہوگیا۔ اگر چہ غیر یقینی صورت حال اور دشواری سے بچا جاسکتا ہے، لیکن اکیوڈور نے اپنی زر رسد کا کنٹرول امریکہ کی مرکزی بینک فیڈرل ریزرو کو دے دیا ہے اور اس طرح وہ ریاست ہائے متحدہ کی معاشی حالتوں پر مبنی ہوگا۔

مجموعی طور پراب بین الاقوامی نظام کی خصوصیات کاتعین کثیر نظام کے طور پر کیا جاسکتا ہے۔ زیادہ تر شرح مبادلہ میں دن بہ دن ان کی بنیاد پر تھوڑی تبدیلی ہوتی ہے اور بازار کی طاقتیں عام طور پر بنیادی رجحانات کا تعین کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بھی شرح مبادلہ میں زیادہ استحکام کی وکالت کرتے تھے۔ انھوں نے یہ بھی تجویز رکھی کہ عام طور پر حکومت کو مخصوص امیج میں شرح متعین کرنی چاہیے۔ نوعیت کے اعتبار سے، سونے کا کردار عملاً ختم سا ہو گیا ہے اس کی جگہ پر ایک ایسا آزاد بازار جس میں سونے کی قیمت کا تعین سونے کی مانگ اور رسد جو بطور خاص زیورفروشوں، صنعتی استعمال کنندگان دانت کے ڈاکٹروں، اسپیکولیٹرز اور عام شہریوں سے ہوتا ہے جو یہ مانتے ہیں کہ سونا قدر کا ایک اچھا ذخیرہ ہے۔

خلاصہ

1۔ پیداوار اور مالیاتی بازار میں کھلے پن سے ملکی اشیا کے درمیان ملکی اور غیر ملکی اثاثوں کے درمیان انتخاب کی گنجائش ہوتی ہے،

2۔ ادائیگی توازن میں کسی ملک کا باقی دنیا کے ساتھ لین دین کا ذکر ہوتا ہے۔

3۔ چالو کھاتہ بقایا مال کی تجارت، پونجی کھاتہ بقایا دنیا میں ہونے والے پونجی بہاؤ، باقی دنیا کو ہونے والے بہاؤ کے منفی کے برابر ہوتا ہے۔

4۔ چالو کھاتہ کے خسارے کو غیر ملکوں سے حاصل خالص پونجی بہاؤ سے مالی انتظام کیا جاتا ہے، جس طرح پونجی کھاتہ زائد سے۔

5۔ زری شرح مبادلہ ملکی کرنسی کے طور پر غیر ملکی زر کی ایک اکائی کی قیمت ہے۔

6۔ حقیقی شرح مبادلہ ملکی شے کے طور پر غیر ملکی اشیا کی اضافی قیمت ہے۔ زر شرح مبادلہ کے برابر ہوتا ہے جو کہ غیر ملکی سطح قیمت میں ملکی قیمت سطح سے تقسیم دے کر حاصل کیا جاتا ہے۔ اس سے بین الاقوامی تجارت میں کسی ملک کی بین الاقوامی مسابقت کا تعین قدر ہوتا ہے۔ جب حقیقی شرح مبادلہ ایک کے برابر تو دونوں ملکوں میں قوت خرید برابر ہوتی ہے۔

7۔ قائم شرح مبادلہ نظام کا نچوڑ سونا معیار تھا جس میں ہر ایک شریک ملک ایک مقررہ قیمت پر اپنے ملک کی کرنسی کو آزادانہ طور پر سونے میں تبدیل کرنے کا پابند رہتا تھا۔ مقرر شرح مبادلہ ایک طرح کی پالیسی متغیرہ ہے جس میں سرکاری عمل (کم قدری) کے ذریعہ تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

8۔ بالکل آزاد شرح مبادلہ کے تحت شرح مبادلہ کا تعین بازار کے ذریعہ بغیر کسی مرکزی بینک کی مداخلت کے ہوتا ہے، زیر انتظام آزاد شرح مبادلہ کی صورت میں مرکزی بینک شرح مبادلہ میں اتار چڑھاؤ کو کم کرنے کے لیے مداخلت کرتا ہے۔

9۔ کھلی معیشت میں ملکی شے کی مانگ، اشیا کے لیے گھریلو مانگ (صرفی، اصل کاری، سرکاری خرچ اور درآمدات خسارہ برآمدات) کے خسارے کے برابر ہوتا ہے۔

10۔ کھلی معیشت ضارب بند معیشت ضارب سے چھوٹی ہوتی ہے، کیونکہ ملکی مانگ کا ایک حصہ غیر ملکی اشیا کے لیے ہوتا ہے۔ لہذا آزاد مانگ میں اضافہ سے بند معیشت کے مقابل برآمد میں کم اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے تجارتی توازن میں بھی کمی ہوتی ہے۔

11۔ غیر ملکی آمدنی میں اضافہ سے درآمدات میں اضافہ اور ملکی برآمد میں اضافہ ہوتا ہے اور توازن تجارت میں بہتری ہوتی ہے۔

12۔ اگر کسی ملک میں قرض کیے گئے فنڈوں سے شرح سود کی نسبت شرح نمو میں اضافہ ہوتا ہے تو تجارتی خسارے میں کسی طرح خطرے کی علامت نہیں ہوتی۔

کلیدی تصورات

کھلی معیشت	Open economy
چالو کھاتہ خسارہ	Current account deficit
آزاد اور تطبیق لین دین	Autonomous and accommodating transactions
قوت خرید مساویت	Purchasing power parity
کم قدری یا فرسودگی	Depreciation
قائم شرح مبادلہ	Fixed exchange rate
زیر انتظام روانی	Managed floating
درآمد کا حاشیائی رجحان	Marginal propensity to import
کھلی معیشت ضارب	Open economy multiplier
ادائیگی توازن	Balance of payments
مجاز ریزرو لین دین	Official reserve transactions
رسمی اور حقیقی شرح مبادلہ	Nominal and real exchange rate
لچک دار شرح مبادلہ	Flexible exchange rate
تفرقی شرح سود	Interest rate differential
کم قدری گھریلو اشیا	Devaluation Demand for domestic goods
خالص برآمدات	Net exports

باکس 6.3 شرح مبادلہ مینجمنٹ: ہندستانی تجزیہ

ہندوستان کی شرح مبادلہ پالیسی کا ارتقا بین الاقوامی اور گھریلو پیش رفت کے ساتھ ہوا ہے۔ آزادی کے بعد رائج بریٹن ووڈس نظام کے لحاظ سے ہندستانی روپیہ برطانیہ کے تاریخی رشتے کے سبب پونڈ اسٹرالنگ میں مقرر رہوا، جون 1966 میں روپے کا 36.5 فی صد کم قدری ایک اہم واقعہ تھا۔ بریٹن ووڈس نظام کے تعطل اور ہندستان کی تجارت میں مملکت متحدہ (UK) کا حصہ کم ہونے سے ستمبر 1975 میں پونڈ اسٹرلنگ سے روپے کا تعلق ختم کر دیا گیا۔ 1975 سے 1992 تک کی مدت کے دوران روپے کی شرح مبادلہ ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعہ متعین ہوتی تھی جو ہندوستان کے اہم تجارتی حصہ دار کی کرنسیوں کے وزن شدہ بنڈل کے + یا- 5 علامتی بینڈ کے تحت ہوتا تھا، ریزرو بینک روزمرہ کی بنیاد پر مداخلت کرتا تھا جس سے محفوظ فنڈ کے حجم میں کافی تبدیلی ہوتی تھی اس مدت کے شرح مبادلہ نظام کا بیان ایک بینڈ کے ساتھ تطابق پذیر رسمی مقرر (ٹھہراؤ) کے طور پر کیا جا سکتا ہے۔

1990 کے آغاز میں تیل کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ ہوا اور خلیج کے بحران کے سبب خلیج سے ترسیل زر رک گئی، اس سے دیگر ملکی اور بین الاقوامی پیش رفت کے سبب ہندوستان میں ادائیگی توازن کا مسئلہ شدید ہو گیا۔ کمرشیل بینکوں سے ادھار لینے کی اور قلیل مدتی ساکھ کی گنجائش کم ہو جانے کے نتیجے میں چالو کھاتہ خسارہ کے لیے مالیاتی بندوبست مشکل ہو گیا۔ ہندوستان کی غیر ملکی کرنسی کا ریزرو اگست 1990 کے 3.1 بلین امریکی ڈالر سے تیزی سے گھٹ کر 12 جولائی 1991 میں 975 ملین امریکی ڈالر ہو گیا (ہماری موجودہ غیر ملکی زر ریزرو 27 جنوری 2006 کے مطابق 139.2 ملین امریکی ڈالر تھا) بیرونی ممالک سونا بھیجنے، غیر ضروری درآمدات کو کم کرنے، بین الاقوامی زر فنڈ اور کثیر طرفی نیز دو طرفی وسائل سے ربط کرنے، استحکام

پیدا کرنے اور ساختی اصلاحات کے علاوہ یکم جولائی اور 3 جولائی 1991 کو روپیے میں دو مراحل میں 19-18 فی صد کی کم قدری کی گئی۔ مارچ 1992 میں دوہرے شرح مبادلہ والے نرم شرح مبادلہ مینجمنٹ نظام کو اپنایا گیا۔ اس بندوبست کے تحت مبادلہ آمدنی کے 40 فی صد ریزرو بینک کے ذریعہ مقرر شرح سے سپرد کرنا پڑتا تھا اور 60 فی صد کا تبدیلی بازار کے ذریعہ مقررہ شرح پر ہوتا تھا۔ دوہری شرح کو یکم مارچ 1993 کو بدل دیا گیا اور چالو کھاتے کی تبدیلی کی طرف اہم قدم اٹھائے گئے۔ آخری بار 1994 میں بین الاقوامی زرفنڈ (IMF) کے معاہدے کے آرٹیکل کے viii آرٹیکل کو قبول کرنے کے ذریعہ حاصل کیا گیا۔ اس طرح روپیے کا شرح مبادلہ بازار کے ذریعہ متعین ہوتا ہے اور اپنی خرید وفروخت کے ذریعہ ریزرو بینک زرمبادلہ بازار میں صورت حال کو منظّم رکھتا ہے۔

1۔ توازن تجارت اور چالو کھاتہ توازن میں فرق واضح کیجیے۔

2۔ مجاز ریزرو لین دین کیا ہے؟ ادائیگی توازن میں ان کی اہمیت بیان کیجیے؟

3۔ زری شرح مبادلہ اور حقیقی شرح مبادلہ میں فرق کیجیے۔ اگر آپ کو گھریلو شے یا غیر ملکی اشیا کے درمیان کسی کو خریدنے کا فیصلہ کرنا ہو تو کون سی شرح زیادہ موزوں ہوگی؟

4۔ اگر روپیہ کی قیمت 1.25 ین ہے اور جاپان میں قیمت سطح 3 ہو اور ہندوستان میں 1.2 ہو تو ہندوستان اور جاپان کے درمیان حقیقی شرح مبادلہ کا شمار کیجیے۔ (جاپانی شے کی قیمت ہندوستانی اشیا کے معنی میں) اشارہ: روپیے میں ین کی قیمت کی شکل میں زری شرح مبادلہ کو پہلے معلوم کیجیے۔

5۔ خودکار میکانیت کی تشریح کیجیے جس کے ذریعہ سونا معیار کے تحت ادائیگی توازن حاصل کیا جاتا تھا۔

6۔ لچک دار شرح مبادلہ نظام میں شرح مبادلہ کا تعین کیسے ہوتا ہے؟

7۔ کم قدری اور فرسودگی میں فرق واضح کیجیے۔

8۔ کیا مرکزی بینک زیر انتظام رواں نظام میں مداخلت کرے گا؟ تشریح کیجیے۔

9۔ کیا ملکی اشیا کی مانگ اور اشیا کی ملکی مانگ کے تصورات یکساں ہیں؟

10۔ جب $M = 60 + 0.06Y$ ہو تو درآمدات کے حاشیائی رجحان کا کیا ہوگیا؟ درآمدات کے حاشیائی رجحان اور کل مانگ تفاعل میں کیا تعلق ہے؟

11۔ کھلی معیشت آزاد اخراجات ضارب بند معیشت کے ضارب کے مقابل چھوٹا کیوں ہوتا ہے؟

12۔ متن میں یک مشت ٹیکس کے تصور کی جگہ پر متناسب ٹیکس $T = ty$ کے ساتھ کھلی معیشت ضارب کا شمار کیجیے۔

13۔ مان لیجیے $C = 40 + 0.8YD, T = 50, I = 60, G = 40, X = 90, M = 50 + 0.05Y$

(a) متوازن آمدنی معلوم کیجیے (b) متوازن آمدنی پر خالص آمد توازن کیا ہوتا ہے (c) جب حکومت کی حریداری میں 40 سے 50 کا اضافہ ہوتا ہے۔

14۔ درج بالا مثال میں اگر برآمدات توازن میں $X=100$ کی تبدیلی ہو تو توازن آمدنی اور خالص برآمدات توازن میں تبدیلی معلوم کیجیے۔

15۔ تشریح کیجیے کہ $G - T = (S^g - I) - (X - M)$

16۔ اگر ملک B سے ملک A میں افراط زر اونچی ہو اور دونوں ملکوں میں شرح مبادلہ قائم ہو تو دونوں ملکوں کے توازن تجارت کا کیا ہوگا؟

17۔ کیا چالو پونجی خسارہ خطرے کی علامت ہوگا؟ تشریح کیجیے۔

18۔ مان لیجیے $C = 100 + 0.75YD, I = 500, G = 750$ ٹیکس آمدنی کا 20 فی صد ہے، $X = 150, M = 100 + 0.2Y$ تو توازن آمدنی، بجٹ خسارہ یا زائد اور تجارتی خسارہ یا زائد کا شمار کیجیے۔

19۔ ان شرح مبادلہ نظام کا ذکر کیجیے جنھیں کچھ ملکوں نے اپنی بیرونی کھاتوں کے استحکام کے لیے کیا ہے۔

مجوزہ مطالعات

1. Dornbusch, R. and S. Fischer, 1994. Macroeconomics, sixth edition, McGraw-Hill, Paris.
2. Economic Survey, Government of India, 2006-07.
3. Krugman, P.R. and M. Obstfeld, 2000. International Economics, Theory and Policy, fifth edition, Pearson Education.

Appendix 6.3 (ضمیمہ)

6.3 کھلی معیشت میں آمدنی کا تعین (The Determination of Income in an Open Economy)

صارفین اور فرموں کو گھریلو تیار اشیا اور غیر ملکی اشیا کو خریدنے کا اختیار ہوتا ہے۔ اسی لیے اشیا کی گھریلو مانگ اور اشیا کی مانگ کے درمیان فرق کیجانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

6.3.1 کھلی معیشت کے لیے قومی آمدنی کا تماثلہ

بند معیشت میں گھریلو اشیا کی مانگ کے تیئں وسائل ہیں: صرف (C) حکومتی اخراجات (G) اور گھریلو اصول کاری (I) اسے اس طرح لکھ سکتے ہیں۔

(6.2) $$Y = C + I + G$$

کھلی معیشت میں برآمدات (X) گھریلو اشیا اور خدمات کی مانگ کے اضافی وسائل کی تخلیق ہوتی ہے جو بیرونی ممالک سے آتی ہے اور اس لیے اسے کل مانگ جوڑا جانا چاہیے۔ گھریلو بازار میں درآمدات سے تکمیل رسد ہوتی ہے اور اس سے گھریلو مانگ کے اس حصے کی تخلیق ہوتی ہے جس سے غیر ملکی اشیا اور خدمات کی مانگ پر اثر ہوتا ہے لہٰذا قومی آمدنی ایک کھلی معیشت میں تماثلہ (Idantity) ہے۔

(6.3) $$Y + M = C + I + G + X$$

از سر نو منظم کرنے پر ہم حاصل کرتے ہیں۔

(6.4) $$Y = C + I + G + X - M$$

یا

$$Y=c+I+G+NX \quad (6.5)$$

جہاں NX خالص برآمدات (برآمدات ۔درآمدات) ہے ایک حیثیت NX (برآمد، درآمد سے زیادہ) سے تجارت زائد اور منفی خالص برآمد (درآمد، برآمد سے زیادہ سے تجارتی خسارہ کا پتہ چلتا ہے)

کسی کھلی معیشت میں متوازن آمدنی کے تعین میں درآمدات اور برآمدات کے کردار کی جانچ کرنے کے لیے ہم اسی عمل کو اپناتے ہیں ۔جس عمل کا استعمال ہم نے بند معیشت کے معاملے میں کیا۔یعنی ہم اصل کاری اور حکومت کے آزاد خرچ کو لیتے ہیں ۔اس کے علاوہ ہمیں درآمدات اور برآمدات کے فیصلہ کن عناصر کو بھی واضح کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ۔درآمدات کی مانگ گھریلو آمدنی (Y) اور حقیقی شرح مبادلہ (R) پر انحصار کرتی ہے۔اونچی آمدنی ہونے پر زیادہ برآمد کیا جاتا ہے۔حقیقی شرح مبادلہ کو گھریلو شے کے طور پر غیر ملکی اشیا کی اضافی قیمت کے طور پر تعریف کی جاتی ہے اونچی شرح مبادلہ سے غیر ملکی اشیا نسبتاً زیادہ مہنگی ہو جاتی ہیں اور اس طرح درآمد کی مقدار میں کمی آتی ہے۔لہٰذا آمدنی (Y) کی درآمد پر مثبت اثر پڑتا ہے اور حقیقی شرح مبادلہ (R) کا منفی تعریف کے لحاظ سے ایک ملک کی برآمد دوسرے ملک کی درآمد ہوتی ہے۔اس طرح ہمارے برآمدات سے غیر ملکی درآمدات کی تخلیق ہوتی ہے۔یہ غیر ملکی آمدنی اور حقیقی شرح مبادلہ پر انحصار کرے گا۔غیر ملکی آمدنی میں اضافہ سے ہماری اشیا کی غیر ملکی مانگ میں اضافہ ہوگا جس سے زیادہ برآمد ہوگی۔شرح مبادلہ (R) میں اضافہ سے گھریلو شے سستی ہوگی اور ہماری درآمدات میں اضافہ ہوگا۔غیر ملکی آمدنی اور حقیقی شرح مبادلہ کا برآمدات پر مثبت اثر پڑتا ہے۔اس طرح برآمدات اور درآمدات گھریلو آمدنی، غیر ملکی آمدنی اور حقیقی شرح مبادلہ پر منحصر ہوتی ہے۔ہم فرض کرتے ہیں کہ قیمت سطح اور زری شرح مبادلہ قائم ہے تو حقیقی شرح مبادلہ بھی قائم رہے گی۔ہمارے ملک کے معاملے میں غیر ملکی آمدنی اور اس لیے برآمدات کو خارج $(X=\bar{X})$ سمجھا جاتا ہے۔

اس طرح درآمد کی مانگ آمدنی پر منحصر مانی جاتی ہے اور اس کا ایک آزاد عنصر ہوتا ہے۔

$$M = \bar{M} + mY \text{ جہاں } \bar{M} > 0 \text{ آزاد عنصر ہے } 0 < m < 1. \quad (6.6)$$

یہاں درآمدات کا حاشیائی رجحان ہے۔آمدنی کا ایک اضافی روپیہ درآمد پر خرچ کرنے سے حاصل تناسب ہے۔یہ صرف کے حاشیائی رجحان کے مماثل ہوتا ہے۔توازن آمدنی اس طرح ہوگی۔

$$Y = \bar{C} + c(Y - T) + \bar{I} + \bar{G} + \bar{X} - \bar{M} - mY \quad (6.7)$$

آزاد عناصر کو $\bar{A}$ کے طور پر ایک ساتھ لینے پر حاصل ہوتا ہے۔

$$Y = \bar{A} + cY - mY \quad (6.8)$$

یا

$$(I - c + m)Y = \bar{A} \quad (6.9)$$

یا

$$Y^{*} = \frac{1}{1-c+m}\bar{A} \quad (6.10)$$

آمدنی وخرچ ڈھانچے میں غیر ملکی بازار کی اجازت کے اثر کا جائزہ لینے کے سلسلہ میں ہمیں بند معیشت کے ماڈل میں متوازن آمدنی کے لیے مساوی اظہار کی مساوات (6.10) کا موازنہ کرنا ہوگا۔دونوں مساوات میں متوازن آمدنی کے دور کن آزاد خرچ ضارب اور آزاد خرچ سطحوں کے حاصل ضرب کے طور پر ظاہر کیا گیا ہے، ہم یہ غور کریں کہ کھلی معیشت کے ضمن میں ان میں سے ہر ایک میں کیسے تبدیلی ہوتی ہے۔

چونکہ درآمد کا حاشیائی رجحان m صفر سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے کھلی معیشت میں ہمیں چھوٹا ضارب حاصل ہوتا ہے اسے درج ذیل طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔

کھلی معیشت ضارب
$$\frac{\Delta Y}{\Delta \bar{A}} = \frac{1}{1-c+m} = \quad (6.11)$$

مثال 6.2..........................

اگر C = 0.8 اور m = 0.3 تو بند اور کھلی معیشت ضارب علی الترتیب اس طرح حاصل ہوگا۔

$$\frac{1}{1._c} = \frac{1}{1-0.8} = \frac{1}{0.2} = 5 \quad (6.12)$$

اور

$$\frac{1}{1-C+m} = \frac{1}{1-0.8+0.3} = \frac{1}{0.5} = 2 \quad (6.13)$$

گھریلو آزاد مانگ میں اگر 100 کا اضافہ ہو تو بند معیشت کی درآمد میں 500 کا اضافہ ہوگا جب کہ کھلی معیشت میں صرف 200 کا۔

معیشت کو کھولنے سے آزاد خرچ ضارب کی قدر میں گراوٹ کی تشریح ہم ضارب عمل کے اپنے پہلے بیان کی بنیاد پر کر سکتے ہیں (باب 4)۔ مثال کے طور پر آزاد خرچ میں تبدیلی اور سرکاری خرچ میں تبدیلی کا آمدنی پر راست اثر اور صرف پر ترغیبی اثر پڑے گا جس سے آمدنی پھر متاثر ہوگی۔ صارف کے حاشیائی رجحان کے صفر سے زیادہ ہونے پر صرف پر ترغیبی اثر کے تناسب سے غیر ملکی اشیا کی مانگ کا اظہار ہوگا نہ کہ گھریلو اشیا کی، لہٰذا گھریلو اشیا کی مانگ اور گھریلو آمدنی پر ترغیبی اثر کم ہوگا۔ آمدنی کی فی اکائی درآمد میں اضافہ سے ضارب عمل کے ہر ایک دور میں گھریلو آمدنی کے دوری بہاؤ سے ایک اضافی رساؤ پیدا ہوتا ہے اور آزاد خرچ ضارب کی قدر میں کمی ہوتی ہے۔

مساوات 6.10 میں دوسرا رکن دکھاتا ہے کہ بند معیشت کے لیے عناصر کے علاوہ کھلی معیشت کے لیے آزاد خرچ میں برآمد کی سطح اور درآمد کا آزاد عنصر شامل ہوتا ہے۔ اس طرح ان کی سطحوں میں تبدیلی اضافی ضرب (Shock) ہوتی ہے جس سے متعلق متوازن آمدنی میں تبدیلی ہوتی ہے۔ مساوات 6.10 سے ہم $\bar{X}$ اور $\bar{M}$ میں تبدیلی کے ضارب اثر کا شمار کر سکتے ہیں۔

$$\frac{\Delta Y^*}{\Delta \bar{X}} = \frac{1}{1-c+m} \quad (6.14)$$

$$\frac{\Delta Y^*}{\Delta \bar{M}} = \frac{-1}{1-c+m} \quad (6.15)$$

ہماری برآمدات کی مانگ میں اضافہ سے برآمد کی گھریلو پیداوار کی کل مانگ میں اضافہ ہوگا اور اس سے مانگ میں بھی اضافہ ہوگا اس کے ساتھ ہی سرکاری خرچ یا اصل کاری میں آزادا اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس درآمد مانگ آزادانہ بڑھنے کے سبب برآمد کی مانگ کرے گی اور اس سے متوازن آمدنی میں بھی کمی پیدا ہوگی۔